تکمیل

اہل علم سے ایک سوال:

سنتِ مؤکدہ اس عمل کو کہتے ہیں جسے نبی ﷺ نے پابندی سے کیا ہو۔ ہمیشہ سے یہ سنتے اور پڑھتے آئے ہیں کہ تراویح کی نماز، جماعت کے ساتھ پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہے۔ ایک سوال ہمیشہ ذہن میں گھومتا رہتا ہے سوچا کہ آپ حضرات سے پوچھ لوں، جب نبی ﷺ نے پوری زندگی میں تراویح کی جماعت صرف تین دن ہی کرائی تو یہ سنتِ مؤکدہ کیسے ہو گئی؟ بخاری کی جس روایت میں نبی ﷺ کا جماعت سے نماز پڑھنا بیان کیا گیا ہے اسی روایت میں یہ بھی جملہ موجود ہے "فصلوا ایہا الناس فی بیوتکم، فان افضل الصلاۃ صلاۃ المرء فی بیتہ الا المکتوبۃ" (متفق علیہ) جہاں تک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات ہے تو انہوں نے صرف انتظامی طور پر اس نماز کو جماعت کی شکل دی تھی جس کی دلیل خود اسی روایت میں موجود ہے "فقال عمر: انی اری لو جمعت ھؤلاء علی قاریء واحد لکان امثل"۔ دوسری بات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس جماعت کو دیکھ کر کہا تھا کہ اس سے افضل وہ وقت ہے جس میں یہ لوگ سو جاتے ہیں یعنی تہجد کا وقت "والتی ینامون عنہا افضل من التی یقومون۔ یرید آخر الیل۔ وکان الناس یقومون اولہ"، فتح الباری میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اس جماعت میں پابندی سے شریک نہیں ہوتے تھے "قولہ فخرج لیلۃ والناس یصلون بصلاۃ قارئہم ای امامہم المذکور وفیہ اشعار بان عمر کان لا یواظب علی الصلاۃ معہم وکانہ کان یری ان الصلاۃ فی بیتہ ولا سیما فی آخر الیل افضل"۔ امام مروزی نے اپنی کتاب "قیام اللیل" میں ایک باب قائم کیا ہے، صحابہ اور تابعین میں سے وہ لوگ جو رمضان میں تراویح کی نماز جماعت کے ساتھ نہیں پڑھتے تھے، اس باب میں حضرت ابن عمر، حضرت عروۃ ابن الزبیر رضی اللہ عنہم وغیرہ کے نام حوالوں کے ساتھ موجود ہیں، نبی نے پابندی کے ساتھ تراویح کی جماعت اس لئے نہیں پڑھائی تھی کہ کہیں یہ نماز مسلمانوں پر ضروری نہ ہو جائے لیکن اسی نماز کو سنتِ مؤکدہ بنا کر پورے مسلمانوں پر ضروری کر دیا گیا ہے، ایسا کیوں؟ ان ہی ساری باتوں کی وجہ سے اسلاف کے درمیان تراویح کی نماز کو لے کر کئی ساری بحثیں کی ہیں جیسے: تراویح کی نماز اول وقت پڑھنا افضل ہے یا آخری وقت؟ تراویح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے یا گھر میں اکیلے پڑھنا افضل ہے؟ تراویح کی نماز کتنی رکعات ہیں؟ اسی طرح اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

دار الافتاء

اس عبادت کو اجتماعی شکل دے کر نئی آنے والی امت پر بڑا احسان کیا ہے، اس دور میں اس اجتماعی نماز کی کتنی ضرورت ہوگی اس پر تو ہم کچھ نہیں کہتے لیکن آج کے دور میں اس جماعت کی حکمت، ضرورت اور اس کے فائدے کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا ہے، ہم جیسے کمزور لوگوں کے لئے جو انفرادی عبادت کے لئے ہمت نہیں **کر** پاتے ہیں اس جماعت کی برکت سے ایک اچھا وقت نماز اور قرآن سننے میں گذر جاتا ہے، لیکن ان سب کے باوجود شریعت نے جس چیز کو جہاں رکھا ہے اسے وہیں رکھنا چاہیئے، فرض کو فرض کی جگہ اور نفل کو نفل کی جگہ۔ سنت مؤکدہ کی تعریف یہ کی جاتی ہے کہ یہ وہ سنت جس پر نبی ﷺ نے پابندی سے عمل کیا ہو اور اس کی ترغیب بھی دی ہو، یہاں تک تو بات صحیح ہے لیکن جب یہ کہا جاتا ہے کہ اس سنت کو چھوڑنے والا گناہ گار ہوگا تو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی ہے، کیونکہ احادیث میں اس طرح کے اعمال کو چھوڑنے پر کوئی وعید نہیں آئی ہے۔ فجر کی سنت کے بارے میں نبی ﷺ نے بہت ترغیب دی ہے، لیکن کہیں یہ نہیں کہا کہ اگر اس سنت کو چھوڑا گیا تو وہ گناہ ہوگا۔ تو کیا نبی ﷺ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی کسی کو اس بات کا اختیار دیا جا سکتا ہے کہ وہ آپ ﷺ کے کسی عمل کی ترغیب دلانے کے لئے اس میں وعید کا اضافہ کر دے؟ دوسری بات یہ کہ اگر تراویح کو اس وجہ سے سنت مؤکدہ کہا جاتا ہے نبی ﷺ نے اور ان کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس پر پابندی سے عمل کیا ہے تو پھر.... تہجد کی نماز کے بارے میں کیا کہا جائے گا جسے نبی ﷺ نے کبھی نہیں چھوڑا بلکہ آپ ﷺ پر تو یہ نماز فرض تھی، تو امت پر کم سے کم سنت مؤکدہ ہونی چاہیئے تھی؟ پھر مسواک کے بارے میں کیا کہا جائے گا جسے نبی ﷺ نے کبھی نہیں چھوڑا؟ پھر اعتکاف کے بارے میں کیا کہا جائے گا جسے نبی ﷺ نے کبھی نہیں چھوڑا بلکہ ایک بار کسی وجہ سے اعتکاف نہیں کر سکے تو بعد میں قضاء ادا کی، تو کیا وجہ ہے کہ ان اعمال کو کسی نے سنت مؤکدہ نہیں کہا جب کہ ان اعمال پر آپ ﷺ کی پابندی بھی تھی؟ مناظرہ کرنے والوں پر اللہ رحم کرے کہ ان حضرات نے حد کر دی ہے آج کل ان لوگون نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ تروایح کی بیس رکعات اہل سنت والجماعت کی علامت ہے، جب کہ اہل سنت والجماعت کا لفظ صرف عقائد کے باب میں استعمال ہوتا ہے نہ کہ اعمال کے باب میں، شاید وہ حضرات یہ کہنا چاہتے ہوں کہ جس نے ان کے نقطہ نظر سے اختلاف کیا، وہ تو ایمان سے گیا۔

نوٹ: عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ ایسے سوالوں کے جواب میں کچھ لوگ سائل کی شخصیت اور اس کی نیت پر حملہ کرنا شروع کر دیتے ہیں، اس لئے ہم پہلے ہی واضح کر دیں کہ ہم پورے رمضان 20 رکعات تراویح پڑھتے ہیں، اس لئے برائے مہربانی سائل کی شخصیت اور اس کی نیت پر حملہ کرنے کے بدلے جواب دینے کی کوشش کریں۔

****

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداو مصلیا

جواب سے قبل چند باتیں بطور تمہید کے جاننا ضروری ہیں۔

﴿1﴾ سنت مئوکدہ کی تعریف: وہ عمل جس پر آپ ﷺ یا آپ ﷺ کے بعد خلفاء نے مواظبت اختیار کی ہو۔

﴿2﴾ مواظبت سے مراد عام ہے خواہ عملاً ہو یا تشریعاً۔ عملا ہو جیسے فرائض کی جماعت، فجر کی سنن پر آپ ﷺ کا مواظبت اختیار کرنا، یا عملاً تو مواظبت نہ فرمائی ہو البتہ مواظبت تشریعاً ہو، یعنی فعل پر ہمیشہ برانگیختہ کرتے رہنا اور ترغیب دیتے رہنا، جیسے اذان واقامت کی سنیت پر اجماع ہے، حالانکہ حضور ﷺ سے مواظبت تو درکنار بلکہ آپ ﷺ سے خود اذان واقامت کہنا ایک مرتبہ سے زیادہ ثابت نہیں، معلوم ہوا کہ اذان واقامت کی مشروعیت وسنیت صرف مواظبت تشریعی یعنی ترغیب کی وجہ سے ہے۔

اتنی بات تو آپ ﷺ کے اقوال، افعال اور عمل صحابہ رضی اللہ عنہم سے بالیقین ثابت ہے کہ تراویح کی جماعت رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے ہی مشروع چلی آرہی ہے۔ چنانچہ اعلاء السنن میں علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے بیہقی کی روایت نقل کی ہے۔ "عن ثعلبة بن مالک رضی اللہ عنہ القرظی قال: خرج رسول اللہ ﷺ ذات لیلة فی رمضان، فری ناسا فی ناحیة المسجد یصلون، فقال: مایصنع ھؤلاء؟ قال قائل: یارسول اللہ! ھؤلاء ناس لیس معھم القران، وابی بن کعب یقراٗ وھم معہ یصلون بصلاتہ، فقال: قد احسنوا وقد اصابوا، ولم یکرہ ذالک لھم"

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں ایک رات باہر تشریف لائے، تو آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ مسجد کے ایک حصہ میں جماعت سے نماز پڑھ رہے ہیں، تو فرمایا: یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ تو کسی جواب دینے والے نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ لوگ قرآن کے قاری نہیں ہیں اور ابی بن کعب قاری ہے، یہ لوگ ابی بن کعب کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہیں، پس آپ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں نے بہت اچھا کیا اور درستگی کو پالیا، اور اس کو ناپسند نہیں فرمایا۔ غرض تراویح کی جماعت کا سلسلہ چلتا رہا، یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں بھی لوگ تراویح کی جماعت کراتے تھے بلکہ ایک ہی مسجد میں کئی کئی جماعتیں تراویح کی قائم ہونے لگی تھیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھی جائے جیسا کہ فرائض میں، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کو عملی طور

پر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے قبول کیا اور سب ایک امام کے پیچھے تراویح پڑھنے لگے اور آج تک امت کا یہی تعامل چلا آرہاہے۔ پس آپ ﷺ کی مواظبت تشریعی اور آپ ﷺ کے بعد خلفاء راشدین کے عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ تراویح کی جماعت سنت مؤکدہ ہے۔ لیکن! بعض حضرات صحابہ کرام چونکہ مسجد میں تراویح کی جماعت ہونے کے باوجود تنہا بھی پڑھ لیا کرتے تھے جیسا کہ سائل نے بھی اس کا ذکر کیا ہے، مگر ان بعض حضرات کے تنہا پڑھنے کے باوجود مسجد کی جماعت ترک نہ ہوتی تھی، اور نہ دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان پر نکیر کی لہذا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تراویح کی جماعت سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے، سنت مؤکدہ علی الکفایہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر اہل محلہ ومسجد میں سے کسی نے بھی تراویح کی جماعت مسجد میں قائم نہ کی تو سب گنہگار ہوں گے، اگرچہ تنہا یا خارج از مسجد تراویح پڑھ بھی لیں، اور اگر بعض لوگوں نے مسجد میں تراویح کی جماعت قائم کر کے تراویح باجماعت ادا کر لی تو باقی لوگ ترک جماعت کی وجہ سے گنہگار تو نہیں ہوں گے، لیکن! جماعت کی ~~جماعت کی~~ فضیلت وحکمت اور مسجد کی فضیلت وثواب سے محروم رہیں گے۔

صحيح البخاري: (١/٢٦٩) مط قديمي

عن عبد الرحمن بن عبد القاري، أنه قال: خرجت مع عمر بن الخطاب رضي الله عنه، ليلة في رمضان إلى المسجد، فإذا الناس أوزاع متفرقون، يصلي الرجل لنفسه، ويصلي الرجل فيصلي بصلاته الرهط، فقال عمر: «إني أرى لو جمعت هؤلاء على قارئ واحد، لكان أمثل» ثم عزم، فجمعهم على أبي بن كعب، ثم خرجت معه ليلة أخرى، والناس يصلون بصلاة قارئهم، قال عمر: «نعم البدعة هذه، والتي ينامون عنها أفضل من التي يقومون» يريد آخر الليل وكان الناس يقومون أوله

سنن النسائي (158/4)

عن عبد الرحمن بن عوف، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه ذكر شهر رمضان ففضله على الشهور، وقال: «من قام رمضان إيمانا واحتسابا خرج من ذنوبه كيوم ولدته أمه»،

اعلاء السنن: (٧/٦٦) مط ادارة القرآن

قوله "سننت لكم" المراد به التراويح اجماعاً كما قاله الكرماني وسياتي، ظاهرة. وثبت بذلك ان اصل قيام رمضان سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم لا سنة عمر، كما زعمه بعضهم، وانما سنة عمر رضي الله تعالى عنه قيامه بامام واحد۔

وفيه ايضاً (٧/٦٦)

عن ثعلبة بن أبي مالك القرظي حدثه قال: خرج رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ذات ليلة في رمضان، فرأى ناسا في ناحية المسجد يصلون فقال: «ما يصنع هؤلاء؟». قال قائل: يا رسول الله هؤلاء ناس ليس معهم قرآن، وأبي بن كعب يقرأ وهم معه يصلون بصلاته. قال: «قد أحسنوا، أو قد أصابوا». ولم يكره ذلك لهم، رواه البيهقي۔ قال المولف: دلالته على تقرير التراويح بالجماعة من النبي صلى الله عليه وسلم ظاهرة، فكان سنة التقرير والرضاء.......... وبعد صفحات عديدة ثم اعلم ان التراويح سنة موكدة بالجماعة والختم عندنا، وفيه اختلاف ايضاً كما لا يخفى .... قال في الهداية والاصح انها سنة

دار الافتاء

........والسنة فيها الجماعة لكن على وجه الكفاية حتى لو امتنع اہل المسجد عن اقامتها كانوا مسیئین، ولو اقامها البعض فالمختلف عن الجماعة تارک للفضيلة۔

ردالمحتار: (۱/۱۰۲) مط سعید

قوله (وسننه الخ) اعلم أن المشروعات أربعة أقسام فرض وواجب وسنة ونفل فما كان فعله أولى من تركه مع منع الترك إن ثبت بدليل قطعي ففرض أو بظني فواجب وبلا منع الترك إن كان مما واظب عليه الرسول أو الخلفاء الراشدون من بعده فسنة وإلا فمندوب۔

بدائع الصنائع (۱/۶۴۵) مط رشيدية

فصل وأما سننها فمنها الجماعة والمسجد لأن النبي صلى الله عليه وسلم قدر ما صلى من التراويح صلى بجماعة في المسجد فكذا الصحابة رضي الله عنهم صلوها بجماعة في المسجد فكان أداؤها بالجماعة في المسجد سنة ثم اختلف المشايخ في كيفية سنة الجماعة والمسجد أنها سنة عين أم سنة كفاية قال بعضهم أنها سنة على سبيل الكفاية إذا قام بها بعض أهل المسجد في المسجد بجماعة سقط عن الباقين ولو ترك أهل المسجد كلهم إقامتها في المسجد بجماعة فقد أساؤا وأثموا ومن صلاها في بيته وحده أو بجماعة لا يكون له ثواب سنة التراويح لتركه ثواب سنة الجماعة والمسجد

المبسوط للسرخسي (۲/۱۹۶) مط علمية

وذكر الطحاوي - رحمه الله تعالى - في اختلاف العلماء وقال لا ينبغي أن يختار الانفراد على وجه يقطع القيام في المسجد، فالجماعة من سنن الصالحين والخلفاء الراشدين - رضوان الله تعالى عليهم أجمعين - حتى قالوا - رضي الله تعالى عنهم - نور الله قبر عمر - رضي الله تعالى عنه - كما نور مساجدنا، والمبتدعة أنكروا أداءها بالجماعة في المسجد فأداؤها بالجماعة جعل شعارا للسنة كأداء الفرائض بالجماعة شرع شعار الإسلام.

الجواب صحیح	الجواب صحیح	واللہ اعلم بالصواب
بندہ محمد نعیم عفی عنہ	بندہ محمد یونس عفی عنہ	محمد طارق مجید عفا اللہ عنہ
		دار الافتاء جامعہ اشرف المدارس کراچی
۲ محرم ۱۴۳۸	۲ محرم ۱۴۳۸	۲ محرم ۱۴۳۸
4 اکتوبر / 2016ء	4 اکتوبر / 2016ء	4 اکتوبر / 2016ء

الجواب صحیح
محمد مفیض الرحمٰن جامعہ
۲ / ۱ / ۱۴۳۸ھ

قیدی نمبر ۳۶/۸۶
۱۴۳۸/۱/۶ھ
7/10/2016